مستحقین زکوٰۃ: قرآن وحدیث کے تناظر میں

محمد آصف رضا*

فاروق عزیز**

ABSTRACT:

The title of the study named "Recipients of Zakat in the Perspective of Quran and Hadith". Zakat is one of the five basic pillars of Islam. It plays key role to eradicate poverty and to keep economic balance in the Islamic Society. The study also helps to understand the importance of Zakat as an obligation of Islam. The purpose of the study is to identify the real recipents /beneficiaries of Zakat according to Quran and Hadith. Data was collected from Quranic text,tafaseer (exegices),Hadith books and research articles. Data was analyzed and findings show that equitable distribution of Zakat according to the teachings of Quran and Hadith reduces economic problems i.e poverty, begging and unemployment. Moreover, it helps the poor to get the basic needs of life and enables the needy people to participate in the economic activities and useful for society.

Keywords: Zakat, Zakat Recipents, Beneficiaries, Quran, Hadith.

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔اس کی ادائیگی ہر صاحب نصاب مسلمان پر مقررہ شرح کے لحاظ سے فرض کی گئی ہے جو مسلمانوں سے ان کے مخصوص اموال میں سے سال کے اختتام پر وصول کی جاتی ہے۔ انعامات خداوندی میں میسر بے شمار نعمتوں میں ضرورتِ انسانی کو پورا کرنے کے لیے مال و دولت کا حامل ہونا بھی بہت بڑی نعمت اور خوش قسمتی ہے۔اس عظیم نعمت خداوندی سے جائز دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ وصدقہ کی صورت میں خدا تعالیٰ کے احکامات کی بجاآوری بھی لازم قرار دی گئی ہے۔ چونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور اس کا تعلق ایک مسلمان کے مال سے ہے اس لیے یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے طرف سے نازل کردہ عبادات میں مالی عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

واقیمو الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ وارکعو مع الراکعین۔ "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔(۱)

* ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، جامعہ ہمدرد کراچی　　برقی پتا: asif.raza11087@yahoo.com

** استاد، وفاقی جامعہ اردو، کراچی

تاریخِ موصولہ: ۲۰۱۶/۴/۶ء

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق و مالک ہے۔اس کے ہر کام میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں اور انسان، حیوان، جاندار اور بے جان اشیاء میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جسے بے مقصد پیدا کیا گیا ہو۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیاوی نعمتوں سے استفادہ کر کے نہ صرف اس دنیا میں کامیابی حاصل کرنے بلکہ اعمال صالحہ کے ذریعے دائمی اخروی اجر وثواب کا مستحق ٹھہرنے کا بھی راستہ دکھلایا ہے۔اس دنیا کو دارالعمل قرار دے کر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو مختلف درجات اور طبقات میں منقسم فرمادیا اور انسانوں میں سے کسی کو امیر اور کسی کو غریب ومسکین بنا کر معاشی لحاظ سے بھی طبقات بنائے۔دولت کی تقسیم کاری کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے مختلف معاشی نظام انسانوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے متعارف کرائے تاکہ ان آفاقی احکامات پر عمل کر کے اپنی روزمرہ زندگی کی ضرورتوں کو پورا کیا جاسکے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ان معاشی نظاموں میں زکوٰۃ، صدقات، غنائم، عشر، صدقۃ الفطر اور دیگر دوسرے ذرائع شامل ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو باہم مل کر رہنے کے لیے احکام بھی صادر فرمائے۔چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وفی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم۔"یعنی ان امیروں کے مالوں میں فقراء، غرباء، مساکین اور محرومین کا بھی حق ہے"۔(۲)

معاشرے کے غریب طبقہ کو ہر قسم کی مالی مشکلات اور پریشانیوں سے بچانے کے لیے اسلام نے زکوٰۃ وصدقات کے ذریعے محفوظ رکھا ہے۔مختلف اخلاقی وسماجی بیماریوں مثلاً چوری، ڈاکہ زنی، رشوت، سودخوری، گداگری اور غریب طبقہ کے استحصال جیسے جرائم کی روک تھام اور مئوثر سدّ باب کے لیے نظام زکوٰۃ وصدقات ممد ومعاون ثابت ہوتے ہیں۔جس طرح اسلام کے دوسرے ارکان پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح زکوٰۃ پر بھی ایمان ویقین رکھنا از حد ضروری ہے۔ارکان اسلام پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کلمہ شہادت اسلام میں داخل ہونے کی شرط ہے اور نماز دین کا ستون ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وہ اہم رکن اور ذریعہ ہے جس کی بدولت معاشی لحاظ سے تمام مسائل کا مکمل بندوبست کیا جاسکتا ہے۔زکوٰۃ سے انکار اور اس کی عدم ادائیگی سے نہ تو ایک انسان کامل مسلمان کہلا سکتا ہے اور نہ ہی متقی و پرہیزگار بن سکتا ہے۔اس لیے زکوٰۃ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادات بجالانے کا اہم ذریعہ ہے بلکہ یہ انسانی معاشرے میں امن وسلامتی، ترقی وخوشحالی، تعلیم میں فروغ اور دولت کی مساوی تقسیم کے ذریعے غربت کے خاتمے اور جرائم میں کمی کر کے روزمرّہ زندگی کی ضروریات اور سہولیات کی فراہمی میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ریاست اسلامیہ میں زکوٰۃ کی مد میں جمع کی جانے والی رقم یا اشیاء کو ان کے حقیقی مستحقین تک پہنچا کر مطلوبہ معاشی اہداف اور مقاصد میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔اسلام نے جہاں زکوٰۃ کے دیگر احکامات، اس کی فرضیت، ادائیگی کے فوائد اور عدم ادائیگی کے نقصانات کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں وہاں زکوٰۃ کے مصارف یعنی مستحقین کے بارے میں بھی راہنمائی کی ہے۔پیش نظر مطالعے میں قرآن وحدیث کے تناظر میں مستحقین زکوٰۃ کے بارے میں تفصیل حاصل کر کے اسلام کے

تیسرے بنیادی رکن یعنی زکوٰۃ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مصارف زکوٰۃ کے بارے میں تفصیل سے پہلے زکوٰۃ کے مفہوم اور مختصر تعارف سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔

زکوٰۃ کا لغوی واصطلاحی مفہوم

''زکوٰۃ کے لغوی معنی طہارت اور پاکیزگی کے ہیں۔ چونکہ یہ دولت کونجس اور ناپاک سرمایہ داری سے بچاتی اور باز رکھتی ہے اور انسان کے دل ودماغ اور ذہنیت کے غرور مال اور قارد نیت سے پاک کرتی ہے اسی مناسبت سے اس کا نام زکوٰۃ ہے''۔(۳)''زکوٰۃ کے معنی طہارت، افزائش، برکت، مدح وثنا اور وہ مال کا حصّہ مقررہ ہے جو ہر سال نکالا جائے اور غرباء پر صرف کیا جائے''۔(۴)امام راغب اصفہانیؒ کے مطابق!

> ''الزکاۃ کے اصل معنیٰ اس نمو (افزونی) کے ہیں جو برکت الٰہیہ سے حاصل ہو اس کا تعلق دنیاوی چیزوں سے بھی ہے اور اخروی امور کے ساتھ بھی۔ چنانچہ کہا جاتا ہے زکا الزرع یزکو، کھیتی کا بڑھنا اور پھلنا پھولنا اور آیت کریمہ: ایّھا ازکیٰ طعام (۱۸۔۱۹) کس کا کھانا زیادہ صاف ستھرا ہے میں اَزکیٰ سے ایسا کھانا مراد ہے جو حلال اور خوش انجام ہو اور اسی سے زکوٰۃ کا لفظ مشتق ہے یعنی وہ حصّہ جو مال سے حق الٰہی کے طور پر نکال کر فقراء کو دیا جاتا ہے اور اسے زکوٰۃ یا تو اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں برکت کی امید ہوتی ہے اور یا اس لیے کہ اس سے نفس پاکیزہ ہوتا ہے یعنی خیر وبرکات کے ذریعے اس میں نمو ہوتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے تسمیہ میں ان ہر دو امور کا لحاظ کیا گیا ہو، کیونکہ یہ دونوں خوبیاں زکوٰۃ میں موجود ہیں''۔(۵)
>
> ''زکوٰۃ کے لغوی معنی یہ ہیں۔ پاک کرنا، درست کرنا، بڑھنا، مدح۔ شریعت میں زکوٰۃ کے معنی یہ ہیں۔ مال کے ایک حصّہ کا جو شرع نے مقرر فرمایا ہے اللہ کے لیے کسی مسلمان فقیر وغیرہ کو مالک کر دینا بشرطیکہ وہ فقیر ہاشمی نہ ہو۔ زکوٰۃ ہر مسلمان مرد وعورت، عاقل بالغ پر فرض ہے جو ایسے مالِ نامی کا مالک ہو جو بقدر نصاب ہو اور اس پر پورا سال گزر چکا ہو اور حوائج اصلیہ سے فاضل ہو۔ مال ِنامی تین چیزیں ہیں۔ سونا چاندی خواہ ان کی سلیں ہوں یا زیور، برتن یا سکّے اگرچہ رکھے ہوں۔ مال تجارت کچھ بھی ہو۔ چرائی کے جانور۔(۶) زکوٰۃ: (زکات)۔[۱] مال کا چالیسواں حصہ جو ہر سال خدا کی راہ میں دیا جائے۔[۲] خیرات، صدقہ''۔(۷)

قرآن پاک میں حکم زکوٰۃ

قرآن پاک کی متعدد آیات مبارکہ میں احکامات زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ لھم اجرھم عند ربھم

و لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون۔

"جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کو ان کے کاموں کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔(۸)

زکوٰۃ کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہے کہ نہ صرف امت محمدیہ بلکہ اس سے پہلے بھی زکوٰۃ کا حکم دیگرانبیائے کرام اور رسولوں کو دیا گیا۔قبل از اسلام پہلی امتوں پر زکوٰۃ کی ادائیگی کے احکامات کے بارے میں قرآن پاک سے رہنمائی ملتی ہے۔قرآن پاک کی سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اے بنی اسرائیل یا اولاد یعقوب! یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور صرف مجھ سے ڈرو۔اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو میں نے اتاری ہے وہ تمہارے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے اور سب سے پہلے اس کا انکار کرنے والے نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ وصول کرو اور مجھ ہی سے ڈرو۔اور حق کو باطل سے نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔(۹) قرآن پاک میں ایک اور جگہ سورۃ المائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور خدا نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا اور ان میں ہم نے بارہ سردار مقرر کیے پھر خدا نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور خدا کو قرض حسنہ دو تو میں تم سے تمہارے گناہ دور کر دوں گا اور تم کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں پھر جس نے اس کا تم میں سے کفر کیا وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا"۔(۱۰) حضرت اسماعیلؑ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے

۔"اور کتاب میں اسماعیلؑ کا بھی ذکر کرو وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے نبی تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ (وبرگزیدہ) تھے"۔(۱۱) حضرت عیسیٰؑ کے متعلق حکم زکوٰۃ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے۔"حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور میں جہاں ہوں (اور جس حال میں ہوں) مجھے صاحب برکت کیا ہے اور جب تک زندہ ہوں مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم ارشاد فرمایا ہے"۔(۱۲) زکوٰۃ کی ادائیگی سے ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ٹھہرا دیا جاتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ورحمتی وسعت کل شئیءٍ فسا کتبھا للذین یتقون و یؤتون الزکوۃ۔"اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیز گاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں"۔(۱۳) واقیموا الصلوٰۃ

واتوالزکوٰۃ واطیعوالرسول لعلکم ترحمون۔"اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبر خدا کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے"۔(۱۴) ایک مسلمان اپنے رب کی طرف سے نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ پر نازل کردہ احکامات پر عمل پیرا ہو کر دونوں جہاں میں کامیابی و کامرانی کا حقدار بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قد افلح المؤمنون۔الذین ھم فی صلاتھم خشعون۔ والذین ھم عن اللغو معرضون۔والذین ھم للزکوٰۃ فعلون۔" بے شک ایمان والوں نے فلاح پائی جو نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں"۔(۱۵) زکوٰۃ اطاعت خداوندی اور اطاعت رسول ﷺ کا ذریعہ بھی ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشار باری تعالیٰ ہے۔فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم۔" پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے"۔(۱۶) فاقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللہ، ھو مولکم فنعم المولیٰ ونعم النصیر۔" اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور خدا کے دین کی (رسی کو) پکڑے رہو۔ وہی تمہارا دوست ہے۔ اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے"۔(۱۷) فاقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واطیعوا اللہ ورسولہ' واللہ خبیر بما تعملون۔" تو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو اور خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے"۔(۱۸)

احادیث مبارکہ کی رو سے حکم زکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت، حکم اور ترغیب کے بارے میں مندرجہ ذیل احادیث سے رہنمائی ملتی ہے۔

"امام بخاریؒ نے کہا کہ ہمیں عبید اللہ بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ ہمیں حنظلہ بن ابوسفیان نے خبر دی، از عکرمہ بن خالد از حضرت عبداللہ بن عمرؓ، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: [۱] اس کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں [۲] نماز قائم کرنا [۳] زکوٰۃ ادا کرنا [۴] حج کرنا [۵] اور رمضان کے روزے رکھنا"۔(۱۹) "امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں: ہمیں ابو عاصم الضحاک بن مخلد نے حدیث بیان کی از زکریاء بن اسحاق از یحیٰ بن عبداللہ ابن صیفی از معبد از حضرت ابن عباسؓ، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا، پس فرمایا: ان کو دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول

ہوں، پس اگر وہ اس کی اطاعت کرلیں تو پھر ان کو یہ خبر دو کہ اللہ نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پس اگر وہ اس کی اطاعت کرلیں تو پھر ان کو خبر دو کہ بے شک اللہ نے ان کے مالوں میں ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء پر لاٹا دی جائے گی"۔ (۲۰) "حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پانچ وسق (بتیس ۳۲ من) سے کم (زرعی پیداوار) میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے، نہ ہی پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ ہی پانچ اوقیہ (دوسو درہم) یا ساڑھے باون (۶۱۲.۳۶ گرام) تولہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے"۔ (۲۱) "حضرت معاذؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن بھیجا اور فرمایا کہ غلہ میں سے دانے بکریوں میں بکری، اونٹ میں اونٹ اور گائے سے گائے زکوٰۃ میں لی جائے"۔ (۲۲) "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ دے دی تو تو نے اپنا فرض ادا کردیا"۔ (۲۳)

مستحقین زکوٰۃ قرآن کے تناظر میں

"زکوٰۃ تو صرف ان کے لیے ہے جو فقیر، مسکین اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والے ہیں اور جن کی دلداری مقصود ہے نیز گردنوں کو آزاد کرانے اور مقروضوں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے یہ سب فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے"۔ (۲۴)

مصارف زکوٰۃ کے بارے میں اس قرآنی آیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اور اس آیت مبارکہ کی رو سے زکوٰۃ کی مد میں حاصل ہونے والی آمدنی کو درست طریقے سے تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس آیت مبارکہ کے الفاظ اور ان کے مطالب کے بارے میں آگاہی حاصل کر کے مصارف زکوٰۃ کو آسانی سے سمجھ کر قابل عمل بنایا جاسکتا ہے۔ نمونے کے لیے ذیل میں چند کتبِ لغات اور قرآنی تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

امام راغب اصفہانیؒ کے مطابق!

"الصدقة: (خیرات) ہر وہ چیز جو انسان اپنے مال سے قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے دیتا ہے اور یہی معنی زکوٰۃ کے ہیں مگر صدقۃ اسے کہتے ہیں جو واجب نہ ہو اور زکوٰۃ وہ ہے جس کا دینا واجب ہو۔ اور کبھی واجب کو بھی صدقہ سے موسوم کر دیا جاتا ہے۔ جب کہ خیرات دینے والا اس سے صدق یعنی صلاح تقوی کا قصد کرے۔ قرآن پاک میں ہے۔ خذ من اموالهم صدقة (۹۔۱۰۳) ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کرلو۔ انما الصدقات للفقراء (۹۔۶۰) صدقات (یعنی زکوٰۃ وخیرات) تو مفلسوں کا حق ہے۔ فلا صدّق ولا صلّی (۷۵۔۳۱) تو اس

(ناعاقبت اندیش) نے نہ تو زکوٰۃ دی اور نہ نماز پڑھی''۔(۲۵)''الصدقة: خیرات۔جمع۔ صدقات''۔(۲۶)

''الفقیر الذی لا یسئل الناس والمسکین اجهد منه والبائس اجهدهم۔ فقیر وہ ہے جو لوگوں سے سوال نہ کرتا ہو اور مسکین وہ ہے جو اس سے زیادہ تکلیف میں ہو اور بائس وہ ہے جو اس سے بھی زیادہ تکلیف میں ہو''۔(۲۷)''الفقر، کا لفظ چار طرح پر استعمال ہوتا ہے۔۱۔زندگی کی بنیادی ضروریات کا نہ پایا جانا۔اس اعتبار سے انسان کیا دنیا کی ہر شے فقیر (محتاج) ہے۔چنانچہ اس معنی میں فرمایا۔یا ایھاالناس انتم الفقراء الی الله۔(۳۵۔۱۵) لوگو! تم سب خدا کے محتاج ہو۔۲۔ضروریات زندگی کا کماحقہ پورا نہ ہونا۔للفقراء الذین احصرو .... من التعفف (۲۔۲۷۳) تو ان حاجت مندوں کے لیے جو خدا کے راہ میں رک کے بیٹھے ہیں۔ان یکونو فقراء یغنهم الله من فضله(۲۴۔۳۲) اگر وہ مفلس ہونگے تو خدا ان کو اپنے فضل سے خوشحال کردے گا۔انما الصدقات للفقراء والمسکین(۹۔۶۰) صدقات (یعنی زکوٰۃ وخیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں ...... کا حق ہے۔۳۔فقر النفس مال کی ہوس۔آپؐ نے فرمایا کچھ تعجب نہیں کہ فقر کفر کی حد تک پہنچادے۔فقر کی الٹ غنی ہے۔۴۔اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج۔ربی لما انزلت الی من خیر فقیر(۲۸۔۲۴) کہ پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ الفقیر۔دراصل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو۔چنانچہ محاورہ ہے! فقرته فاقرة، یعنی مصیبت نے اس کی کمر توڑ دی''۔(۲۸)''الفقیر: مفلس محتاج، مؤنث۔فقیرة۔جمع۔ فقیرات و فقائر و فقراء۔''(۲۹)

''مسکین: (مس۔کین)۔[۱] غریب۔عاجز۔ناتواں۔بے چارہ [۲] مفلس۔نادار [۳] کنگال۔بھوکا [۴] بردبار۔حلیم۔نرم۔سیدھا سادہ [۵] وہ شخص جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب آئے''۔(۳۰) ''مسکین۔ جس کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ فقیر سے بھی زیادہ محتاج ہو۔بعضوں نے کہا فقیر جو مسکین سے زیادہ محتاج ہو''۔(۳۱)''المسکین: کچھ نہ رکھنے والا، عیال کے لیے بقدر کفایت نہ رکھنے والا، ذلیل، مغلوب۔جمع: مسکینون و مساکین''۔(۳۲)

''غریم کا لفظ مقروض اور قرض خواہ دونوں کے لیے آتا ہے۔قرآن پاک میں ہے۔والغارمین فی سبیل الله (۹۔۶۰) اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے) کے لیے اور خدا کی راہ میں''۔(۳۳) ''المغارمون من اهل الزکوٰة۔ قرض دار لوگ (جو ادائی کی جائداد نہ رکھتے ہوں) زکوٰۃ کا

مصرف ہیں (یعنی زکوٰۃ کا روپیہ قرض داروں کو دینا درست ہے جنہوں نے نیک کاموں میں یا اپنے اہل وعیال کی پرورش میں بغیر اسراف اور فضول خرچی اپنے اوپر قرضہ کرلیا ہو)''۔(۳۴)

''ابن السبیل۔مسافر۔ابن السبیل اس مسافر کو کہتے ہیں جو اپنی منزل مقصود سے دور ہو۔قتلو فی سبیل اللہ(٤٧ ـ ٤) جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گئے''۔(۳۵)''السبیل، راستہ یا کھلی سڑک۔ابن سبیل: مسافر، سبیل اللہ: جہاد۔طلب علم۔حج یا ہر امر خیر جس کا حکم باری تعالیٰ سے ملا ہو''۔(۳۶)

''وفی الرقاب۔(یعنی زکوٰۃ کا ایک مصرف یہ بھی ہے کہ مکاتب غلام اور لونڈی کے بدل کتابت میں مدد کی جائے تاکہ وہ آزاد ہو جائیں۔انفقته فی رقبة۔ میں نے اس کو گردن چھڑانے (آزاد کرانے یا قیدی کو جیل سے رہائی دلانے) میں خرچ کیا۔وفی الرقاب۔یعنی وقف کی آمدنی بردوں میں بھی خرچ کی جائے۔اس میں سے بردے خرید کر آزاد کیے جائیں''۔(۳۷)

''العامل بالصدقة بالحق کالغازی۔ زکوٰۃ کا تحصیلدار جو انصاف کے ساتھ زکوٰۃ تحصیل کرتا ہے ثواب اور اجر میں غازی کے برابر ہے''۔(۳۸)

''زکوٰۃ کے یہ آٹھ مصرف ہیں جو اس آیتِ کریمہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔۱۔فقراء۔ ۲۔مساکین۔۳۔زکوٰۃ وصول کرنے والے۔۴۔جن کی تالیفِ قلب مطلوب ہو۔۵۔غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے۔۶۔مقروض۔۷۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور۔۸۔مسافر۔

فقیر اور مسکین میں کیا فرق ہے؟ اس کے متعلق علماء کے متعدد اقوال ہیں۔۱۔فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو۔۲۔اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔لیکن بعض علماء لغت نے فقیر اسے بتایا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ ہو۔ یہ اختلاف پتہ دیتا ہے کہ حقیقت میں یہ دونوں لفظ قریب المعنیٰ ہیں۔ناداری، افلاس اور احتیاج ان کے درمیان قدر مشترک ہے۔اسی لیے فصحاء کے کلام میں یہ دونوں ایک دوسرے کے معنی میں مستعمل ہوتے رہتے ہیں۔۔۳۔وہ لوگ جو امام وقت کی طرف سے زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں ان کی تنخواہیں بھی اسی مد سے دی جاسکتی ہیں۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے۔حکومت کا فرض ہے کہ وہ منظم طور پر اسے وصول کرے اور پھر پورے اہتمام کے ساتھ اس کو اس کے مستحقین میں تقسیم کرے۔خلافت عباسیہ کے اختتام تک یہی طریقہ رہا۔اگرچہ بعض خلفاء اس میں ناجائز تصرّف بھی کیا کرتے لیکن زکوٰۃ پھر بھی انہی کو ادا کی جاتی تاکہ یہ نظام باقی رہے۔چنانچہ جب خلافت بنی امیّہ میں منتقل ہوگئی اور مال زکوٰۃ میں انہوں نے بے اعتدالیاں شروع کر دیں تو کسی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ اب زکوٰۃ کسے دینی چاہیے۔فرمایا کہ وقت کے حاکموں کو اس نے

کہا۔ وہ تو زکوٰۃ کا روپیہ اپنے لباس فاخرہ اور عطروں پر خرچ کر ڈالتے ہیں۔ فرمایا۔ اگرچہ وہ ایسا کرتے ہوں۔ ۴۔ یعنی لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے بھی زکوٰۃ دینا درست ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں [۱] کفّار کے رئیسوں کو اس غرض سے دینا کہ وہ غریب مسلمانوں کو خود بھی اذیّت نہ پہنچائیں اور دوسروں کو بھی اذیّت پہنچانے سے روکیں [۲] کفّار کو اسلام قبول کرنے کی رغبت دلانے کے لیے مالی امداد دینا۔ [۳] نومسلموں کی خاطرداری کے لیے ان کی اعانت کرنا تاکہ وہ پھر کفر کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ حضور کریم ﷺ ان تین قسم کے لوگوں کی تالیف قلوب کے لیے بڑی فیاضی سے دیا کرتے تھے۔ جمہور علماء کے نزدیک اب یہ شق منسوخ ہو چکی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا فرمائی اور اب ان لوگوں کی تالیف کی ضرورت نہیں لیکن علماء کی ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ اگر کسی وقت اس طرح خرچ کرنے کی ضرورت پڑے تو خلیفۂ وقت کو اجازت ہے۔ ۵۔ اسلام نے غلامی کے انسداد کے لیے جہاں اور کوششیں کیں وہاں یہ کوشش بھی کی کہ زکوٰۃ کی آمدنی سے ایک حصّہ غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے متعین کر دیا۔ اسی طرح جنگی قیدیوں کو رہا کرانے کے لیے بھی یہ رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔ علامہ قرطبیؒ کا قول نقل کیا ہے، یعنی جب ایک مسلمان غلام کو اس کے مسلمان آقا کی غلامی سے آزاد کرانا عبادت ہے اور اس کے لیے زکوٰۃ جائز ہے تو ایک مسلمان کو کافر کی غلامی سے رہائی دلانے کے لیے زکوٰۃ سے خرچ کرنا تو اور زیادہ ضروری اور مناسب ہوگا۔ ۶۔ وہ مقروض جن کے پاس قرض ادا کرنے کے لیے کچھ نہیں۔ ان کی امداد بھی زکوٰۃ کے فنڈ سے کی جا سکتی ہے۔ اس طبقہ کی حالت زار پر بھی اسلام نے ہی ترس کھایا۔ لیکن اس کے نزدیک شرط یہ ہے کہ یہ قرض اس نے کسی برے کام کے لیے نہ لیا ہو اور نہ ہی فضول خرچی کی وجہ سے وہ مقروض ہوا ہو۔ ۷۔ اس سے مراد وہ حج کرنے والے اور جہاد کرنے والے ہیں جن کے پاس زادِ راہ نہ ہو اور اپنے افلاس کی وجہ سے وہ جنگی ساز و سامان مہیّا نہ کر سکتے ہوں ان کی اعانت بھی مالِ زکوٰۃ سے کی جا سکتی ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ سبیل اللہ سے مراد صرف یہ دو قسم کے لوگ نہیں بلکہ ہر وہ کام جس میں عامۃ المسلمین کا فائدہ ہو وہ سبیل اللہ میں داخل ہے۔ چنانچہ دینی مدرسے جس میں قرآن وسنت کی تعلیم دی جاتی ہو اور دین کے مبلغ اور محقق تیار کیے جاتے ہوں وہ بطریق اولیٰ اس میں داخل ہیں۔ ۸۔ وہ مسافر جس کی زادِ راہ ختم وہ چکی ہو اگرچہ وہ دولت مند ہی کیوں نہ ہو زکوٰۃ سے اس کی امداد کی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ سفر کسی گناہ کی نیت سے نہ ہو"۔ (۳۹)

> "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زکوٰۃ کے مصارف صرف فقراء اور مساکین ہیں اور زکوٰۃ کی وصولیابی پر مامور لوگ، اور جن کے دلوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا مقصود ہو، اور جن غلاموں کو آزاد کرنا ہو، اور مقروض لوگ، اور اللہ کی راہ میں اور مسافرین، یہ اللہ کی جانب سے ایک فریضہ ہے اور اللہ بہت علم والا، بے حد حکمت والا ہے۔ [التوبہ: آیت ۶۰]

زکوٰۃ دینے والا اپنے مال کے کم ہونے پر صبر کرتا ہے اور ضرورت مند فقیر زکوٰۃ کی صورت میں مال لے کر شکر ادا کرتا

ہے یا یوں کہا جائے کہ مال دار نے پہلے مال ملنے پر اللہ کا شکرادا کیا، پھر زکوٰۃ کی ادائیگی سے جو مال میں کمی ہوئی اس پر صبر کیا تو زکوٰۃ کی وجہ سے اس کا ایمان مکمل ہوگیا، اسی طرح حاجت مند فقیر نے پہلے مال نہ ہونے پر صبر کیا اور زکوٰۃ کی شکل میں مال ملنے پر اللہ کا شکرادا کیا تو زکوٰۃ کی وجہ سے اس کا ایمان بھی مکمل ہوگیا۔ ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے غنی کو بہت مال دیا ہے اور فقیر کو مال نہیں دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے غنی کو اس بات کا مکلّف کیا ہے کہ وہ فقیر کو زکوٰۃ ادا کرے اور فقیر کا غنی پر احسان ہے کہ وہ اس سے زکوٰۃ قبول کر کے اس کو عذاب سے چھڑاتا ہے، غنی کا فقیر کو زکوٰۃ دینے کی وجہ سے اس کی دنیا پر احسان ہے اور فقیر کا غنی کی آخرت پر احسان ہے اور اخروی احسان دنیاوی احسان سے زیادہ بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اس بات کا مکلّف نہیں کیا کہ وہ غنی کے پاس جا کر اس سے زکوٰۃ مانگے، بلکہ غنی کو اس بات کا مکلّف کیا ہے کہ وہ فقیر کے پاس جا کر زکوٰۃ ادا کرے۔ فقیر اپنی دنیا میں غنی کا محتاج ہے تو غنی اپنی آخرت میں فقیر کا محتاج ہے۔

'فقیر' اور 'مسکین' کے بعد جو زکوٰۃ کے مستحقین ہیں وہ 'عاملین زکوٰۃ' ہیں۔ یعنی جو لوگ زکوٰۃ اور صدقات کو وصول کر کے لاتے ہیں ان کو ان کی محنت اور مشقت کے مطابق مالِ زکوٰۃ سے اجرت دی جاسکتی ہے۔ اگر عامل کو اس مہم کے دوران کوئی شخص ذاتی طور پر کچھ ہدیہ اور تحفہ دے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے، وہ اس کو بھی وصول شدہ زکوٰۃ کی مد میں شامل کر دے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کا چوتھا مصرف 'مؤلفۃ القلوب' ہیں یعنی وہ لوگ جن کے دلوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا مقصود ہو، مؤلفۃ القلوب کی دو قسمیں ہیں: مسلمان اور کفار۔ مسلمانوں کو صدقات میں سے اس لیے دیا جاتا ہے کہ ان کا ایمان قوی رہے، یا ان کے مماثل لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے اور کفار کو اسلام کی ترغیب دینے کے لیے یا ان کے شر سے بچنے کے لیے ان کو زکوٰۃ اور صدقات سے دیا جاتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے صفوان بن امیہ کو عطا فرمایا ہے جب آپ نے ان کا اسلام کی طرف میلان دیکھا۔

'غلاموں کی آزادی' کے حوالے سے جس غلام کے متعلق اس کے مالک نے یہ کہا ہو کہ اگر اس نے اتنے روپے مجھے ادا کر دیئے تو یہ آزاد ہے، اس غلام کو مکاتب کہتے ہیں اور اس کی آزادی میں تعاون کرنے کے لیے زکوٰۃ میں سے اس کو حصہ دینا مشروع کیا گیا ہے۔

'مقروض' سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی جائز ضروریات میں مقروض ہوں نہ کہ وہ لوگ جنہوں نے کسی گناہ کے ارتکاب کے لیے قرض لیا ہو، مثلاً کسی نے سینما ہاؤس، وڈیو شاپ یا شراب کی دکان کھولنے کے لیے قرض لیا ہو یا کسی نے بے جا خرچ اور اسراف کے لیے قرض لیا ہو مثلاً کسی نے اپنے بچوں کی شادی کے سلسلہ میں مروجہ رسومات بڑے پیمانہ پر منعقد کی ہوں اور مقروض ہو گیا ہو اور اس قرض کو ادا کرنے کے لیے اس کے پاس رقم نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ کی رقم نہیں دینی چاہیے۔

زکوٰۃ 'فی سبیل اللہ' سے مراد یہ ہے کہ جہاد کرنے والوں پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جائے اور ان کے لیے اسلحہ، گھوڑے

اور کھانے پینے کی چیزیں خریدی جائیں۔امام شافعی اور امام ابو یوسف کا یہی مذہب ہے اور امام محمد کے نزدیک جو مسلمان حج کے لیے جائیں وہ بھی اللہ کی راہ میں ہیں اور ان کو بھی زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے۔اس پر یہ اشکال ہے کہ اگر مجاہد یا حاجی کے پاس اس کے وطن میں نصاب کے برابر مال ہے اور سفر میں نہیں ہے تو وہ مسافر میں داخل ہے اور اگر سفر اور حضر دونوں میں وہ صاحب نصاب نہیں ہے تو پھر وہ فقیر میں داخل ہے تو پھر فی سبیل اللہ ایک مستقل اور الگ مصرف نہ ہوا،اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شخص اپنے وطن میں مال دار ہے لیکن جب وہ جہاد کے لیے روانہ ہوتا ہے تو اس کو اسلحہ اور سواری کی ضرورت ہوتی ہے،اس کے برخلاف مسافر کو اسلحہ اور سواری کی ضرورت نہیں ہوتی۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک غازی اور مجاہد کو اسی وقت زکوٰۃ دی جاسکتی ہے جب وہ محتاج ہو،باقی ائمہ کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے۔

مصارف زکوٰۃ میں 'مسافر' سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس سفر میں مال اور اسباب نہ ہوں اور اس کو مدد کی ضرورت ہو،اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے'۔(۴۰)

کتب لغات اور تفاسیر کو سامنے رکھنے سے یہ پتا چلتا ہے کہ قرآن مجید کے مطابق زکوٰۃ کے مستحقین کون کون سے ہیں اور ان کے معانی کیا ہیں۔اس کے علاوہ قرآن مجید کی مصارف زکوٰۃ والی آیت (سورۃ التوبہ:۶۰) میں کثیر علماء اور فقہاء نے 'الصدقات' سے صدقات واجبہ اور زکوٰۃ ہی مراد لیا ہے۔چنانچہ مذکورہ آیت مبارکہ مصارف زکوٰۃ یعنی مستحقین زکوٰۃ کے بارے میں بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔

مستحقین زکوٰۃ احادیث کے تناظر میں

اسلامی تعلیمات واحکامات کے بارے میں قرآن ایک بنیادی ماٰخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔لیکن بعض احکامات کے متعلق قرآن پاک میں صرف اجمالی طور پر ہی بتلایا گیا ہے جیسے حکم نماز کا قرآن میں بار بار ذکر آیا ہے لیکن نماز کی تفصیل بیان نہیں کی گئی کہ نماز کے آداب،شرائط،واجبات،مکروہات اور مستحبّات کیا ہیں۔جب آنحضرت ﷺ سے نماز کے بارے میں تفصیل معلوم کی گئی تو آپ ؐ نے فرمایا: صلّو کما رائیتمونی اصلّی۔ یعنی اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔اس طرح حج کے بارے میں آپ ؐ نے فرمایا کہ: خذو عنّی مناسککم۔ یعنی مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو۔اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں بھی قرآن پاک میں اجمالی طور پر احکامات بیان کیے گئے ہیں البتہ مصارف زکوٰۃ کے بارے میں بنیادی رہنمائی سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۶۰ سے لی جاسکتی ہے۔چونکہ قرآن پاک کے بعد اسلامی تعلیمات کا بنیادی ماٰخذ سنت نبوی ﷺ کا درجہ ہے اس لیے زکوٰۃ کے بارے میں قرآنی احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے سنّت واحادیث نبویہ ﷺ سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔چنانچہ مصارف زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کے حقیقی مستحقین کے بارے میں مندرجہ ذیل احادیث رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

غنی ہونے کے باوجود سوال کرنا اور جن کے لیے صدقہ جائز نہیں

'حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے دولت جمع کرنے کے لیے لوگوں سے سوال کیا تو وہ دوزخ کے انگاروں کا سوال کرتا ہے اب اس کو اختیار ہے کہ کم حاصل کرے یا زیادہ'۔ 'حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہ تو غنی کے لیے صدقہ جائز ہے اور نہ صحت مند کے لیے'۔ 'حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے غنا کی حالت میں سوال کیا تو وہ قیامت کے روز جب آئے گا، تو اس کے چہرے پر زخم ہوں گے، نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آدمی کتنے مال سے غنی ہوتا ہے، آپؐ نے فرمایا پچاس درہم یا اس کی مالیت کے سونے سے'۔ (۴۱) حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''کسی مالدار شخص اور طاقتور تندرست آدمی کے لیے زکوٰۃ کا مال حلال نہیں ہے۔'' اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی کریم ﷺ نے مالدار اور تندرست آدمی کے لیے جس صدقے کو حرام قرار دیا ہے وہ فرض زکوٰۃ ہے۔ اس سے مراد نفلی صدقہ وخیرات نہیں ہے۔ صاحب ثروت لوگوں کے لیے صدقات وزکوٰۃ حرام ہے، البتہ مالدار شخص کے لیے صدقات وزکوٰۃ استعمال کرنے کی کچھ صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ کامل الاعضاء اور صحیح الجثہ شخص کا بھیک مانگنا اور زکوٰۃ وصدقات لینا حرام ہے بلکہ ایسا شخص محنت مزدوری کر کے اپنی گزران کا بندوبست کرے۔ (۴۲)

قرض دینے کی فضیلت اور قرض دار کا زکوٰۃ وصول کرنا

''جعفر بن زبیر حنفی نے اس کو روایت کیا ہے قاسم سے اس نے ابوامامہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ایک آدمی کو جنت کے دروازے کے باہر لے جایا گیا اس نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو یکا یک دیکھا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ صدقہ اپنے دس امثال کے ساتھ ہے (یعنی دس گنا زیادہ اجر ملے گا) اور قرض اپنے اٹھارہ امثال کے ساتھ ہے (یعنی اس کی ادائیگی اٹھارہ گنا زیادہ کے ساتھ کرائی جائے گی اس لیے کہ قرض دینے والا تیرے پاس نہیں آئے گا مگر وہ بہت محتاج ہے یعنی حاجت مند اور صدقہ بسا اوقات غنی کو دیا گیا ہوتا ہے۔ ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے خبر دی جعفر نے پھر اسی مذکور کو ذکر کیا ہے''۔ ''ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے ان کو ابواحمد بن عدی نے ان کو محمد بن سلیمان باغندی نے ان کو ہشام بن خالد نے ان کو خالد بن یزید بن ابومالک نے ان کو ان کے والد نے ان کو انس نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج میں جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا تھا کہ صدقہ اپنے دس مثلوں کے ساتھ ہوگا اور قرض اٹھارہ کے ساتھ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جبریل امین سے کہا قرض کا کیا حال ہے کیا وہ صدقہ سے افضل

ہے؟ جبریل نے جواب دیا: بے شک سائل مانگتا ہے اور اس کے پاس (ہو یا نہ ہو) اور قرض لینے والا ضرورت اور مجبوری کے بغیر قرض نہیں مانگتا''۔(۴۳)

''ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے عہد رسالت میں ایک شخص پھل خریدنے کی وجہ سے مصیبت زدہ ہوا اور اس پر قرض زیادہ ہو گیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'اس پر صدقہ کرو' لوگوں نے اس کو صدقہ دیا لیکن وہ اس کے قرض کو پورا نہ کر سکا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا جو کچھ تمہیں مل جائے لے لو اس کے علاوہ تمہارے لیے کچھ نہیں''۔(۴۴) ''غارمین جو لوگ کسی قرضدار کے ضامن بنیں اور عدم ادائیگی کی صورت میں یہ تاوان بھریں تو ایسے لوگوں کی مالی اعانت کرنا جائز ہے۔ اور انہیں صدقہ وخیرات دینا کہ یہ تاوان کی رقم مکمل کر لیں جائز ہے۔ نیز غارمین کے لیے مصارف زکاۃ میں سے ایک با قاعدہ مصرف ہے جس مد میں ان پر خرچ کرنا جائز ہے اور یہ صدقہ وخیرات کے مستحق ہیں''۔(۴۵)

جن پر صدقہ لینا جائز ہے

''حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالیؓ بیان کرتے ہیں: میں ایک بڑی رقم کا مقروض ہو گیا تھا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ سے اس کے متعلق سوال کروں، آپ نے فرمایا: اس وقت تک ہمارے پاس ٹھہرو جب تک صدقہ کا مال آجائے، ہم اس میں سے تمہیں دینے کا حکم کریں گے پھر فرمایا اے قبیصہ! تین شخصوں کے علاوہ اور کسی کے لیے سوال کرنا جائز نہیں ہے، ایک وہ شخص جو مقروض ہو اس کے لیے اتنی مقدار کا سوال جائز ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے، اس کے بعد وہ سوال سے رک جائے، دوسرا وہ شخص جس کے مال کو کوئی آفت ناگہانی پہنچی ہو جس سے اس کا مال تباہ ہو گیا ہو، اس کے لیے اتنا سوال کرنا جائز ہے جس سے اس کا گذارہ ہو جائے، تیسرا وہ شخص جو فاقہ زدہ ہو اور اس کے قبیلہ کے تین عقل مند آدمی اس بات پر گواہی دیں کہ واقعی یہ فاقہ زدہ ہے تو اس کے لیے بھی اتنی مقدار کا سوال کرنا جائز ہے جس سے اس کا گزارہ ہو جائے، اور اے قبیصہ! ان تین شخصوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے اور جو (ان کے علاوہ کسی اور صورت میں) سوال کر کے کھاتا ہے وہ حرام کھاتا ہے''۔(۴۶)

''حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مالدار کے لیے صدقہ حلال نہیں۔ صرف پانچ آدمیوں کے حلال ہے۔ جو صدقہ (زکوٰۃ) وصول کرنے پر مقرر ہو (وہ اپنی متعین تنخواہ لے) اور راہ خدا میں لڑنے والا اور وہ مال دار جو صدقہ کی چیز (نادار سے) خرید لے اور اپنے مال

سے اس کی قیمت ادا کرے یا نادار کو کوئی چیز صدقہ میں ملی اور اس نے وہ مال دار کو ہدیہ میں دے دی اور قرض دار''۔(۴۷) ''حضرت عطاء بن یسارؒ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صرف پانچ اہل ثروت صدقہ لے سکتے ہیں [۱] اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا [۲] عامل زکوٰۃ (زکوٰۃ وصول کرنے والا) [۳] مقروض [۴] وہ آدمی جو قیمۃً کسی غریب سے وصول کر لے اور [۵] وہ آدمی جس کا ہمسایہ مسکین ہو اسے صدقہ دیا گیا تو اس نے اپنے پڑوسی کے گھر بھیج دیا''۔''حضرت امام محمدؒ نے فرمایا: اس روایت سے ہم دلیل اخذ کرتے ہیں۔ مجاہد فی سبیل اللہ کے پاس اگر اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے دولت ہو تو اسے صدقہ لینا بہتر نہیں ہے اس طرح اگر مقروض کے قرضہ ادا کرنے کے بعد نصاب زکوٰۃ کی مقدار مال بچ جاتاہ تو اسے بھی صدقہ لینا اچھا نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔ مصارف زکوٰۃ کے حوالے سے مترجم نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ''اسلامی نقطہ نظر سے مصارفِ زکوٰۃ یہ ہیں [۱] مسکین، [۲] فقیر [۳] مسافر [۴] مقروض [۵] اور مجاہد فی سبیل اللہ۔ مال زکوٰۃ ان سب میں تقسیم کر دیا جائے یا ایک کو دے دیا جائے دونوں صورتیں درست ہیں۔ (نوٹ) مسکین وہ ہوتا ہے جس کے پاس ایک وقت کا بھی کھانا نہ ہو۔ فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس ایک وقت کا کھانا موجود ہو اور بعض فقہاء نے اس کے برعکس کہا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو زکوٰۃ دینا منع ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں [۱] سیّد، زکوٰۃ چونکہ ایک طرح کی میل کچیل ہے اس لیے سادات کرام کو اس کا دینا ان کی شایان شان نہیں ہے [۲] کافر۔ کافر کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی کیونکہ اسلام کے اصول صرف مسلمانوں پر لاگو ہوتے ہیں [۳] غنی۔ چونکہ وہ خود صاحبِ نصاب ہونے کے سبب زکوٰۃ دینے کا حق دار ہے''۔(۴۸)

''عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ مالدار کو لینی درست نہیں ماسوائے پانچ کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہو یا قرض دار ہو یا کوئی اپنے مال کے بدلے زکوٰۃ کا مال خریدے یا اس آدمی کے لیے جس کا ہمسایہ غریب ہو تو یہ اسے زکوٰۃ دے اور مسکین مالدار کو ہدیہ دے۔'' امام مالکؒ نے فرمایا کہ صدقہ کی تقسیم میں ہمارے نزدیک یہ بات ہے کہ یہ فیصلہ کرنا حاکم کی رائے پر منحصر ہے کہ کون سے حاجت مندوں اور کتنے لوگوں کو دی جائے۔ حاکم اپنی رائے سے جس قسم کو چاہے ترجیح دے اور چاہے تو سال، دو سال یا کئی سال کے بعد دوسری قسم کو ترجیح دے، ضرورت یا تعداد کے لحاظ سے خواہ وہ کہیں ہوں اور میں نے اپنے ملک کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے''۔(۴۹)

غریب، مسکین، سائل اور تالیف قلب کے لیے صدقہ دینا

"مصارف زکوٰۃ آٹھ ہیں۔ان میں سے ایک مصرف فقراء ہیں اگر جس علاقے سے زکوٰۃ وصول کی جارہی ہے اس میں فقراء ومساکین کی بہتات ہے تو حاکم تمام زکوٰۃ وہیں صرف کرسکتا ہے اور اگر زکوٰۃ کا کچھ حصہ اپنے علاقے کے فقراء پر اور باقی مصارف پر بھی خرچ کرنے کی گنجائش ہے تو تمام مصارف زکوٰۃ پر زکوٰۃ خرچ کی جائے اور اس علاقے کے قرب وجوار اور دور کے مسلمان بھی اسکے مستحق ٹھہریں گے بشرطیکہ گنجائش وآسانی ہو"۔(۵۰)

"حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں میں گھومتا رہتا ہے اور ایک لقمہ یا دو لقمے اور ایک کھجور یا دو کھجوریں لے کر چلا جاتا ہے صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کی ضروریات سے اس کو مستغنی کردے اور نہ اس کے آثار سے مسکینی اور فقر کا پتا چلے تاکہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ لوگوں سے سوال کرتا ہو"۔(۵۱) "ہمیں خبر دی محمد بن مسلم نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو اسود بن شیبان نے ان کو محمد بن واسع نے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ذرؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی پھر حدیث ذکر فرمائی اور عبداللہ بن صامت کا ذکر نہیں کیا۔اس وصیت میں سے یہ بھی ہے کہ اگر مال قرابت داروں پر خرچ کرنے سے بچ جائے تو وہ پڑوسیوں کا حق بچ گیا ہے اور اگر پڑوسیوں سے بھی بچ جائے تو پھر اس کو مستضعفین پر خرچ کر جو محتاج ہوں اور یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے"۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: للفقراء الذین احصرو فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافاً۔" صدقات ان لوگوں کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ کے لیے رک گئے ہیں جو زمین میں کام کاج کرنیکی صلاحیت نہیں رکھتے نادان ان کو غنی سمجھتے ہیں ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے تم ان کو پہچانو گے ان کی علامتوں سے نہیں سوال کرتے ہیں لوگوں سے چمٹ کر"۔(۵۲)

"امّ بجیدؓ (آنحضرت ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا) فرماتی ہیں میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا "یارسول اللہ! ایک مسکین میرے دروازے پر آکر کھڑا ہوتا ہے میرے پاس اس کو دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا (تو میں کیا کروں)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'اگر تیرے پاس اسے دینے کے لیے جلے ہوئے کھر کے سوا کچھ نہ ہو تو وہی اسے دے ڈال"۔ "حضرت صفوان بن امیہؓ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے جنگ حنین کے دن مال عطا فرمایا۔حالانکہ اس

وقت آپ میرے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ قابل نفرت تھے آپ مسلسل دیتے رہے یہاں تک آپ میرے نزدیک مخلوق میں سب سے محبوب ترین ہوگئے، امام ترمذی فرماتے ہیں حسن بن علی نے مجھ سے یہ حدیث یا اس کے مشابہ حدیث بیان فرمائی۔ اس باب میں حضرت ابوسعیدؓ سے بھی روایت منقول ہے امام ترمذی فرماتے ہیں حدیث صفوان، معمر وغیرہ نے بواسطہ زہری، سعید بن مسیبؒ سے بیان کی کہ صفوان بن امیہ نے فرمایا (آخر تک) یہ حدیث اصح اور اشبہ ہے کہ سعید بن مسیّب بلاواسطہ صفوان بن امیہ سے راوی ہیں مؤلفین قلوب کو زکوٰۃ دینے میں علماء کا اختلاف ہے اکثر علماء فرماتے ہیں نہ دی جائے وہ فرماتے ہیں یہ وہ لوگ تھے جن کے دلوں کے عہد رسالت میں اسلام کے لیے نرم کیا جارہا تھا یہاں تک وہ اسلام لے آئے لیکن آج اس مقصد کے لیے ان کو (زکوٰۃ وغیرہ) نہ دی جائے۔ سفیان ثوری، اہل کوفہ وغیرہم کا یہی قول ہے۔ امام احمد اور اسحٰق بھی یہی کہتے ہیں بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ جو لوگ آج بھی اس حالت پر ہیں اور مسلمانوں کے امام کی رائے ان کو زکوٰۃ دینے کے حق میں ہے تو دینا جائز ہے امام شافعی کا یہی قول ہے۔ (۵۳)

رشتہ داروں کو صدقہ وزکوٰۃ دینا

''حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دینار وہ ہے جسے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو، ایک دینار وہ ہے جس کو تم غلام پر خرچ کرتے ہو، ایک دینار وہ ہے جس کو تم مسکین پر خرچ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم اپنے اہل پر خرچ کرتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار پر ملے گا جس کو تم اپنے اہل پر خرچ کرتے ہو''۔ ''حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ کے ایک شخص نے ایک غلام کو مدبر کیا (یعنی یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچ گئی، آپ نے اس سے پوچھا کیا تیرے پاس اس کے علاوہ بھی مال ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون خریدے گا؟ حضرت نعیم بن عبداللہؓ نے اس کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور وہ درہم لاکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کردیے۔ آپ نے وہ درہم اس غلام کے مالک کو دیے اور فرمایا: پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو، پھر اگر کچھ بچے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو پھر اگر اپنے اہل وعیال سے کچھ بچے تو قرابت داروں پر اور اگر قرابت سے کچھ بچ جائے تو ادھر ادھر، اپنے سامنے، دائیں اور بائیں''۔ (۵۴)

''سلیمان بن عامرؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی (روزہ) افطار کرے تو کھجور سے کرے کیونکہ اس میں برکت ہے اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ یہ پاک ہے نیز فرمایا مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے لیکن رشتہ دار پر صدقہ دو چیزیں ہیں صدقہ بھی اور صلہ رحمی بھی''۔ (۵۵)

’’حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ سے روایت ہے امام سفیان فرماتے ہیں: حضرت ام کلثومؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو بغض وعداوت رکھنے والے رشتہ دار کو دیا جائے‘‘۔

’’رشتہ دار مساکین وفقراء پر خرچ کرنا اور انہیں زکوٰۃ سے نوازنے کا دوہرا اجر ہے۔ ایک زکوٰۃ کا اور دوسرا رشتہ داری ملانے کا، لہٰذا عام لوگوں کی نسبت رشتہ داروں پر صدقہ وخیرات کرنا افضل و مستحب ہے۔ ضرورت مند ومحتاج رشتہ دار پر صدقہ کرنا افضل اور زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ لہٰذا صدقات و زکوٰۃ ادا کرتے وقت رشتہ دار مساکین کا خیال رکھنا بہتر ہے‘‘۔ (۵۶) ’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صدقے کا حکم فرمایا تو ایک آدمی عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! میرے پاس ایک دینار ہے فرمایا کہ اسے اپنے اوپر خرچ کرلو۔ عرض گزار ہوا کہ میرے پاس اور بھی ہے۔ فرمایا کہ اسے اپنے بیٹے پر خرچ کرلو۔ عرض گزار ہوا کہ میرے پاس اور بھی ہے۔ فرمایا کہ اسے اپنی بیوی پر خرچ کرلو۔ عرض گزار ہوا کہ میرے پاس اور بھی ہے۔ فرمایا کہ اسے اپنے خادم پر خرچ کرلو۔ عرض گزار ہوا کہ میرے پاس اور بھی ہے۔ فرمایا کہ جس کے لیے تم مناسب دیکھو‘‘۔ (۵۷)

’’ایک مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اندر جستجو پیدا کرے کہ اس کے پاس جو مال زکوٰۃ ہے وہ صحیح مصارف میں خرچ ہو۔ اس کے لیے وہ مستحقین زکوٰۃ کو تلاش کرے اور زکوٰۃ پہنچائے۔ اپنے اردگرد اور محلے میں رہنے والے لوگوں میں، عزیز واقارب، رشتہ دار اور دوست احباب میں جو مستحق ہو اس کو زکوٰۃ دی جائے۔ ان میں بہتر یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو ترجیح دی جائے کیونکہ اس میں دوگنا ثواب ہے، زکوٰۃ ادا کرنے کا اور صلہ رحمی کرنے کا بھی۔ تمام رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے صرف دو رشتے ایسے ہیں جن کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، ایک ولادت کا رشتہ ہے لہٰذا باپ بیٹے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور بیٹا باپ کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ دوسرا نکاح کا رشتہ ہے لہٰذا شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی، ان کے علاوہ باقی تمام رشتہ داروں میں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ مثلاً بھائی، بہن، چچا، خالہ، پھوپھی اور ماموں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ البتہ یہ بات ضرور مدنظر رکھی جائے کہ وہ مستحق ہوں اور صاحب نصاب نہ ہوں‘‘۔ (۵۸)

یتیموں اور بیوہ عورتوں کی امداد کرنا

یتیم بچوں کو زکوٰۃ کے مال میں سے دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ فقراء ہوں۔ اس مسئلے میں خصوصی روایت کی جگہ قرآن

مجید کی نص ہی کافی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم میں فقراء کا حصہ ہے،اس لیے فقیر خواہ یتیم ہو یا یتیم نہ ہو،قرآن مجید کی نص کے مطابق زکوٰۃ میں اس کا حصہ موجود ہے۔''حضرت ابوجحیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ کا زکوٰۃ وصول کرنے والا عامل آیا تو اس نے ہمارے مالدار لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے ہمارے فقراء میں تقسیم کر دی اور میں ایک یتیم لڑکا تھا تو انہوں نے مجھے بھی اس مال سے ایک جوان اونٹنی دی''۔(۵۹) ''بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی خاتون بیوہ ہے تو اس کو زکوٰۃ ضرور دینی چاہیے حالانکہ یہاں بھی شرط یہ کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہو اور صاحب نصاب نہ ہو۔اگر بیوہ مستحق زکوٰۃ ہے تو اس کی مدد کرنا بڑی اچھی بات ہے۔لیکن اگر ایک خاتون بیوہ ہے اور مستحق نہیں ہے تو محض بیوہ ہونے کی وجہ سے وہ مصرف زکوٰۃ نہیں بن سکتی۔اسی طرح یتیم کو زکوٰۃ دینا اور اس کی مدد کرنا بہت اچھی بات ہے لیکن یہ دیکھ کر زکوٰۃ دینی چاہیے کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہے۔لیکن اگر کوئی یتیم ہے مگر وہ مستحق زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ صاحب نصاب ہے تو یتیم ہونے کے باوجود اس کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی''۔(۶۰)

مسلمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا

> ''بیہقی نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑے پہنائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی ملائی والی شراب میں سے پلائے گا''۔(۶۱)

فی سبیل اللہ کی مدّ میں زکوٰۃ

حضرت ام معقلؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے حج کی تیاری کی اور لوگوں کو بھی اپنے ساتھ حج کی تیاری کرنے کی حکم دیا۔حضرت ام معقلؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہو گئے اور صحابہ کرام بھی آپؐ کے ساتھ حج کے لیے چلے گئے۔پھر جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو میں آپ کے پاس حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا:''اے ام معقل!تم ہمارے ساتھ ہمارے اس حج میں کیوں نہیں گئی؟میں نے عرض کی:اے اللہ کے رسول ﷺ!میں نے تیاری کر لی تھی پھر ہمیں بیماری نے دبوچ لیا جس میں ابو معقلؓ فوت ہو گئے اور میں بھی بیمار ہو گئی۔ہمارے پاس ایک اونٹ تھا ہم اس پر حج کرنے کے لیے جانا چاہتے تھے مگر ابو معقلؓ نے اسے اللہ کی راہ میں وقف کرنے کی وصیت کر دی۔آپ نے فرمایا:''تو تم اس اونٹ پر سوار ہو کر کیوں نہیں گئی، کیونکہ حج بھی تو فی سبیل اللہ میں شامل ہے''۔''حضرت ابولاس خزاعیؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حج کے لیے زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے چند کمزور اونٹ سواری کے لیے دیئے تو ہم نے عرض کی:اے اللہ کے رسول!ہمارے خیال میں یہ اونٹ سواری کے قابل نہیں ہیں۔آپ نے فرمایا:''ہر اونٹ کی کوہان پر ایک شیطان ہوتا ہے لہٰذا جب تم سوار ہونے لگو تو بسم اللہ پڑھ لو جیسا کہ اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔پھر تم ان سے اپنی خوب خدمت لو۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی سواری عطا کرتا ہے (اور ان جانوروں کو تمہارا مطیع کرتا ہے۔)'' حجاج کرام کو صدقات وزکاۃ کے مال سے سواریاں مہیا کرنا جائز ہے۔اور یہ بھی فی سبیل اللہ کی مد میں داخل ہیں لہٰذا حجاج کرام پر زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا اوران کی پریشانیوں کا ازالہ کرنا جائز ہے۔(۶۲)

دورحاضر میں درپیش مسائل اورزکوٰۃ

موجودہ دور میں معاشی لحاظ سے جن اہم مسائل اور مشکلات کا سامنا ہےان میں غربت، بے روزگاری، گداگری، تعلیم کے حصول میں مالی مشکلات، سیاسی عدم استحکام، امن وامان کی غیر یقینی صورتحال، قانون شکنی، حکومتی اداروں کی عدم توجہی اوراس جیسے دیگر مسائل شامل ہیں۔

''کمزور معاشی نظام کے نتیجے میں جو سماجی مسائل پیدا ہوتے ہیں ان میں ناخواندگی، اخلاقی گراوٹ اور جرائم کی شرح میں اضافہ ہے۔غریب گھرانوں سے تعلق رکھنے والے بچے تعلیم حاصل کرنے کی بجائے محنت اور مزدوری میں لگا دیئے جاتے ہیں جو مستقبل میں کئی مسائل کا باعث بنتے ہیں۔اسی طرح غریب اوران پڑھ طبقہ اپنی اخلاقیات کھوکر معاشرتی لحاظ سے گراوٹ اور پستی کی طرف گامزن ہوجاتا ہے۔ایسے افراد سے مثبت نتائج کی توقع نہیں کی جاسکتی۔معاشی عدم استحکام افراد کو قانون کی پاسداری سے بیزار کرتا ہے جس سے غریب لوگ چوری، ڈاکہ زنی اوراس جیسے جرائم میں ملوث ہوکر اپنی جائز وناجائز ضروریات وخواہشات پوری کرنے میں نڈر ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھار یہ احساس محرومی ان افراد کو قتل وغارت گری اور سیاسی مقاصد میں استعمال ہونے پر بھی مجبور کردیتا ہے۔''(۶۳)

> ''زکوٰۃ ان لوگوں کی مالی لحاظ سے مدد کرتی ہے جو کسی کام کو شروع کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور ان لوگوں کو کام کرنے پر ابھارتی ہے جو معاشی لحاظ سے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔زکوٰۃ معاشرے میں گداگری کو ختم کرتی اور تقسیم دولت کو یقینی بناتی ہے۔پاکستان میں بھی نظام زکوٰۃ کے شروع میں بہت مثبت نتائج سامنے آئے جس میں غریب لوگ مالی لحاظ سے خوشحال ہوئے اور معاشرے میں امداد باہمی کو فروغ حاصل ہوا۔نظام زکوٰۃ کے نفاذ سے لاکھوں افراد اس میں شامل ہوئے اوراس نظام میں کافی پذیرائی ہوئی۔نظام زکوٰۃ میں مصارف کو قرآن وسنت کے مطابق رکھا گیا جو کہ قابل تحسین بات ہے۔زکوٰۃ کی وصولی سے یہ بھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ حکومت زکوٰۃ کے علاوہ ضرورت کے تحت ٹیکس لگانے کا بھی جواز رکھتی ہے۔کم علمی کے باعث امیر طبقہ کے کچھ لوگ زکوٰۃ کو بوجھ سمجھتے ہیں حالانکہ شرح کے لحاظ سے امیر طبقہ پر زکوٰۃ کی ادائیگی بہت آسان ہے۔حکومت کو چاہیے کہ نظام زکوٰۃ کی بحالی کے کردار ادا کرے اور متعلقہ افراد کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا پابند بنائے تاکہ زکوٰۃ کے حقیقی فوائد کے حصول میں کامیابی حاصل کی جاسکے''۔(۶۴)

''اگر دولت کی نئی اقسام اور آمدنی کے نئے ذرائع خصوصاً صنعت وتجارت، مالیات اور خدمات وغیرہ کو قابل زکوٰۃ بنا کر ان سے متعلقہ اشیاء اور اموال پر زکوٰۃ وصول کر کے درست تقسیم کاری کی جائے تو یہ امت مسلمہ سے بہت قلیل عرصہ میں غربت کو ختم کر سکتی ہے۔ اس ضمن میں ریاست اسلامیہ ایسے اقدامات کرے جس سے غریبوں اور ضرورت مند لوگوں کو دولت کی تقسیم کے ذریعے مستقل طور پر خود انحصار بنایا جا سکے۔ یہ وقت کی ضرورت ہے کہ پاکستان جیسے ملک میں زکوٰۃ کے لحاظ سے نئی اصلاحات نافذ کی جائیں جس میں چھوٹے پیمانے پر روزگار کی فراہمی، نئی ملازمتوں کے ذریعے غربت کا خاتمہ کر کے متاثرہ لوگوں کی بحالی کی جائے اور نظام زکوٰۃ کو طریقہ کار کو مزید بہتر بنایا جائے''۔(۶۵)

اگر پاکستان کے تناظر میں دیکھا جائے تو ملک میں نظام زکوٰۃ موجود ہونے کے باوجود خاطر خواہ نتائج کے حصول میں کامیابی نظر نہیں آ رہی۔ نظام زکوٰۃ کے بارے میں غیر سنجیدگی کی وجہ سے یہ ادارہ اپنا کردار پوری طرح ادا کرنے میں قاصر ہے۔ تاہم ماضی میں نظام زکوٰۃ کے نفاذ کی بدولت پاکستان میں کافی پیش رفت ہوئی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ نظام سست روی کا شکار ہوتا چلا گیا۔ اگر بحیثیت رکن اسلام زکوٰۃ کے فوائد کو سامنے رکھ کر حکمت عملی اپنائی جائے تو اس سے مروجہ تمام معاشی مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

ماحصل

قرآن وحدیث میں بیان کیے گئے مصارف زکوٰۃ کو سامنے رکھا جائے تو موجودہ دور میں متعدد مسائل کے جامع حل کے لیے حکومت وقت کی سربراہی میں اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں بیان کردہ آٹھ مصارف زکوٰۃ میں تین مصارف (عاملین، موءلفۃ القلوب، غلاموں کی آزادی) کو مختلف علماء کے مطابق موجودہ دور میں قابل عمل نہیں قرار دیا جا سکتا۔ لیکن بعض علماء کے مطابق اگر کسی جگہ تالیف قلب کے لیے ضرورت ہو تو حاکم وقت کی منظوری سے زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح غلاموں کی آزادی کے ضمن میں جنگی قیدیوں کی آزادی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ بنیادی طور پر زکوٰۃ، عشر اور دیگر صدقات واجبہ کو معاشرے کے حقیقی غرباء، معزز مساکین، کسی امر مجبوری کے تحت بننے والے مقروض، مسافر (طالب علم، حجاج، ناگہانی آفت سے متاثرہ افراد یا مہاجرین) اور مجاہدین (موجودہ فوج کی دفاع وطن اور ریاست اسلامیہ کے تحفظ کے لیے مالی امداد) کے لیے ادائیگی کے ذریعے یقینی بنایا جائے۔ دور حاضر میں حکومت وقت کے تعاون اور علمائے وقت کی باہمی مشاورت سے درپیش معاشی مسائل کے حل کے لیے منصوبہ بندی کر کے ملکی ترقی اور معاشی استحکام کے لیے راہیں ہموار کی جا سکتی ہیں۔ حکومت وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے اقدامات کرے جس سے زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کاری کے عمل کو آسانی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے۔ اس ضمن میں نظام زکوٰۃ کو مضبوط بنانا، متعلقہ عملہ سے باز

پرس کرنا، جمع شدہ مال ورقوم کا حساب وکتاب رکھنا، مستحقین کے اعداد وشمار سے وقتاً فوقتاً آگاہ رہنا اور پیش آمدہ مسائل سے نمٹنے کے لیے حکمت عملی وضع کرنا حکومت وقت کی ذمّہ داریوں میں شامل ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) سورۃ البقرۃ۔آیت ۴۳ (۲) سورۃ الذاریات۔آیت ۱۹

(۳) حفظ الرحمٰن سیوہاروی۔(۱۳۶۵ھ)۔"اسلام کا اقتصادی نظام"۔طبع ثالث۔لاہور: مکتبہ رحمانیہ۔ص ۳۴۵

(۴) وحیدالزّماں۔"لغات الحدیث"۔ج ۲،ص ۲۴،کراچی، میر محمد کتب خانہ،س ن۔

(۵) امام راغب اصفہانی۔(س۔ن)۔"مفردات القرآن"۔مترجم: مولانا محمد عبدہ فیروزپوری۔ج ۱۔لاہور: اسلامی اکادمی۔ص ۴۶۲

(۶) محمد شریف الحق امجدی۔(۲۰۰۶)۔"نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری"۔ج ۲۔طبع ثانی۔لاہور: فرید بک سٹال۔ص ۸۸۷

(۷) ابونعیم عبدالحکیم نشتر جالندھری۔(س۔ن)۔"قائد اللغات"۔طباعت دوم۔لاہور: حامد اینڈ کمپنی۔ص ۵۵۵

(۸) سورۃ البقرۃ۔آیت ۲۷۷ (۹) ایضاً۔آیت ۴۰ تا ۴۳ (۱۰) سورۃ المائدہ۔آیت ۱۲

(۱۱) سورۃ مریم۔آیت ۵۴،۵۵ (۱۲) ایضاً۔آیت ۳۱ (۱۳) سورۃ الاعراف۔آیت ۱۵۶

(۱۴) سورۃ النور۔آیت ۵۶ (۱۵) سورۃ المؤمنون۔آیت ۱ تا ۴ (۱۶) سورۃ التوبہ۔آیت ۵

(۱۷) سورۃ الحج۔آیت ۷۸ (۱۸) سورۃ المجادلہ۔آیت ۱۳

(۱۹) غلام رسول سعیدی۔(۲۰۱۳ء)۔"نعمۃ الباری فی شرح صحیح بخاری"۔ج ۱۔طبع السابع۔لاہور: فرید بک سٹال۔ص ۱۷۷

(۲۰) غلام رسول سعیدی۔(۲۰۱۰ء)۔"نعمۃ الباری فی شرح صحیح بخاری"۔ج ۳۔طبع الاول۔دہلی: ارشد برادرس۔ص ۵۹۵

(۲۱) غلام رسول سعیدی۔(۲۰۰۲ء)۔"شرح صحیح مسلم"۔الطبع العاشر۔ج ۲۔لاہور: فرید بک سٹال۔ص ۸۸۳۔۸۸۲

(۲۲) ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی۔(۱۹۸۳ء)۔سنن ابن ماجہ"۔مترجم: عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری۔طبع اوّل۔ج ۱۔لاہور: فرید بک سٹال۔ص ۵۰۹

(۲۳) محمد بن عیسیٰ ترمذی۔"جامع ترمذی مع شمائل ترمذی"۔مترجم: مولانا محمد صدیق سعیدی ہزاروی۔ج ۱۔ص ۳۵۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۲۴) سورۃ التوبہ۔آیت ۶۰ (۲۵) امام راغب اصفہانی۔"مفردات القرآن"۔ج ۲۔ص ۱۳

(۲۶) لویس معلوف۔(۱۹۷۵ء)۔"المنجد"۔مترجمین: سعد حسن یوسفی، عبدالصمد صارم ازھری ودیگر۔کراچی: دارالاشاعت۔ص ۵۶۱

(۲۷) وحیدالزماں۔"لغات الحدیث"۔ج ۳۔ص ۱۰۳ (۲۸) امام راغب اصفہانی۔ج ۲۔ص ۲۴۸۔۲۴۷

(۲۹) لویس معلوف۔(۱۹۷۵ء)۔"المنجد"۔ص ۷۵۷ (۳۰) ابونعیم عبدالحکیم نشتر جالندھری۔"قائد اللغات"۔ص ۸۷۲

(۳۱) وحیدالزماں۔"لغات الحدیث"۔ج ۲۔ص ۱۲۷ (۳۲) لویس معلوف۔(۱۹۷۵ء)۔"المنجد"۔ص ۴۸۲

(۳۳) امام راغب اصفہانی۔"مفردات القرآن"۔ج ۲۔ص ۱۹۳ (۳۴) وحیدالزماں۔"لغات الحدیث"۔ج ۳۔ص ۳۵

(۳۵) امام راغب اصفہانی۔"مفردات القرآن"۔ج ۱۔ص ۴۸۲ (۳۶) لویس معلوف۔(۱۹۷۵ء)۔"المنجد"۔ص ۴۵۵

(۳۷) وحیدالزماں۔"لغات الحدیث"۔ج ۲۔ص ۱۱۳ (۳۸) ایضاً۔ج ۳۔ص ۲۰۲

(۳۹) پیر کرم شاہ الازہری۔(۱۴۰۳ھ)۔"ضیاء القرآن"۔ج ۲۔لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ص ۲۲۵۔۲۲۲

(۴۰) غلام رسول سعیدی۔(۲۰۰۸ء)۔"تبیان القرآن"۔الطبع السادس۔ج ۵۔لاہور: فرید بک سٹال۔ص ۱۸۰۔۱۶۵

(۴۱) محمد ابن ماجہ القزوینی۔"سنن ابن ماجہ"۔ج ا۔ص ۵۱۶

(۴۲) ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی۔(۲۰۰۷ء)۔شعب الایمان۔مترجم: مولانا قاضی ملک محمد اسماعیل۔ج ۳۔کراچی: دارالاشاعت۔ص ۲۰۷　(۴۳) ایضاً۔ص ۲۳۲

(۴۴) محمد بن عیسیٰ ترمذی۔ص ۳۶۷۔۳۶۶

(۴۵) ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ۔"صحیح ابن خزیمہ"۔مترجم: محمد اجمل بھٹی"۔ج ۴۔لاہور: انصار السنّۃ پبلی کیشنز۔ص ۱۹۶

(۴۶) غلام رسول سعیدی۔"شرح صحیح مسلم"۔ج ۲۔ص ۹۶۵

(۴۷) محمد ابن ماجہ القزوینی۔"سنن ابن ماجہ"ج ا۔ص ۶۲۳

(۴۸) محمد بن حسن الشیبانی۔(۱۹۹۸ء)۔"مؤطا امام محمد"۔مترجم: علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی۔اشاعت اوّل۔لاہور: پروگریسو بکس۔ص ۲۳۵۔۲۳۴

(۴۹) مالک بن انس۔(۲۰۰۳ء)۔"موطا امام مالک"۔مترجم: عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری۔اشاعت دوم۔لاہور: فرید بک سٹال۔ص ۲۲۰

(۵۰) ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ۔ج ۴۔ص ۱۸۱　(۵۱) غلام رسول سعیدی۔"شرح صحیح مسلم"۔ج ۲۔ص ۹۵۹

(۵۲) ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی۔(۲۰۰۷ء)۔ج ۳۔ص ۱۹۷　(۵۳) محمد بن عیسیٰ ترمذی۔ج ا۔ص ۳۷۲۔۳۷۱

(۵۴) غلام رسول سعیدی۔"شرح صحیح مسلم"۔ج ۲۔ص ۹۲۳۔۹۲۲　(۵۵) محمد بن عیسیٰ ترمذی۔ج ا۔ص ۳۶۸

(۵۶) ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ۔ج ۴۔ص ۲۰۶

(۵۷) ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی۔(۲۰۰۲ء)۔"سنن ابوداؤد"۔مترجم: مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری۔ج ا۔اشاعت دوم۔لاہور: فرید بک سٹال۔ص ۶۲۳

(۵۸) محمد تقی عثمانی۔(س۔ن)۔"آپ زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟"۔کراچی: میمن اسلامک پبلشرز۔ص ۴۰

(۵۹) ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ۔ج ۴۔ص ۱۸۵　(۶۰) محمد تقی عثمانی۔ص ۴۱

(۶۱) ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی۔ج ا۔ص ۶۲۰　(۶۲) ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ۔ج ۴۔ص ۱۹۸۔۱۹۷

(۶۳) Abdullah, M., Suhaib, A.Q. (2011). "The Impact of Zakat on Social Life of Muslim Society". *Pakistan Journal of Islamic Research*. Vol. 8. p. 87

(۶۴) Tarar, A. Riaz, M. (2012). "Impact of Zakat on Economy: Structure and Implementation in Pakistan". *Journal of Economics and Sustainable Development*. 3(10). p. 154

(۶۵) Suhaib, A. Q. (2009). "Contribution of Zakat in The Social Development of Pakistan". *Pakistan Journal of Social Sciences*. 29(2). p. 333